



سوال

(192) مدرک رکوع مدرک رکعتہ نہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب تک ہمارا نظریہ یہ قائم ہوا تھا کہ مدرک رکوع مدرک رکعتہ نہیں ہے لیکن اب ارواء الغلیل فی تخریج احادیث منار السبیل میں ایک حدیث نظر میں آئی اس کے وجہ سے پھر میرے ذہن میں شک پیدا ہوا ہے وہ حدیث یہ آئی ہے :

« عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ رَجُلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا جُنْتُمْ وَالْإِمَامُ رَاكِعٌ فَارْكَعُوا، وَإِنْ كَانَ سَاجِدًا فَاسْجُدُوا، وَلَا تَعْتَدُوا بِالشُّجُودِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الرُّكُوعُ »

اس حدیث کے بارے میں البانی نے کہا ہے رجالہ کلمہ ثقات اور پھر ابن مسعود، عبداللہ بن عمر، زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، ابو بکر الصدیق، رضی اللہ عنہما کے آہٹار بھی پیش کیے ہیں یعنی اس حدیث کے لیے یہ تمام آہٹار قوی ہیں۔ آخر میں البانی کہتا ہے کہ **دَلَّتْ بِذِهِ الْبَيِّنَاتُ الصَّحِيحَةَ عَلَى أَنَّ الرُّكُوعَ يُدْرِكُ بِأَدْرَاكِ الرُّكُوعِ ؟**

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام على رسول اللہ، أما بعد!

شیخ البانی حفظہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارواء الغلیل ج ۲ ص ۲۶۰ پر رقم ۲۹۶ میں منار السبیل کے صفحہ ۱۱۹ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث دو لفظوں کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔

(۱) ومن أدرك ركعة فهد أدرك الصلاة (۲) من أدرك الركوع فهد أدرك الركعة۔ اب ظاہر بات ہے کہ دوسرے لفظ مطلوب ”مدرک رکوع مدرک رکعت ہے“ پر دلالت تو کرتے ہیں مگر یہ لفظ بے اصل ہیں

چنانچہ شیخ البانی حفظہ اللہ تعالیٰ ہی لکھتے ہیں ”وأما اللفظ الآخر الذي ذكره المؤلف وعزاه لأبي داود فلا أعلم له أصلاً، لا عند أبي داود ولا عند غيره“ (ارواء الغلیل ص 266 ج 2) رہے پہلے لفظ تو

اولاً: تو وہ اس سیاق میں ثابت ہی نہیں کیونکہ اس کی سند میں یحییٰ بن ابی سلیمان الدینسی ہیں جس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے چنانچہ شیخ البانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ امام حاکم کا فیصلہ ”صحیح الاسناد یحییٰ بن ابی سلیمان من ثقات المصریین“ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں ”قلت: ووافقه الذہبی والصواب ما أشار إليه المیهتقی أنه ضعيف لأن یحییٰ بذالم یوثقه غمیر ابن جبان والحاکم، بل قال البخاری: منكر الحديث۔ وقال أبو حاتم: مضطرب الحديث، ليس بالقوي، يكتب حديثه“ (ارواء الغلیل ص 261 ج 2) تو شیخ صاحب نے اعتراف فرمایا ہے کہ یہ



حدیث اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے مگر وہ اس سے قبل اس کو صحیح قرار دے چکے ہیں بدلیل تعدد طرق حالانکہ تعدد طرق سے حدیث کا صحیح یا حسن بن جانا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ بسا اوقات تعدد طرق سے حدیث کے ضعف میں اضافہ ہو جاتا ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں تو اس مقام پر تعدد طرق اس حدیث کو حسن بھی نہیں بنانا چاہئے کیونکہ اس کو صحیح بنانے کیونکہ جو طرق شیخ صاحب نے اس مقام پر ذکر فرمائے ہیں ان میں سے کچھ تو موقوف ہیں اور کچھ مرفوع۔ جو موقوف ہیں وہ تو مقوی مرفوع نہیں کیونکہ اصول حدیث میں وضاحت سے لکھا گیا ہے کہ کسی عالم کا قول یا عمل حدیث کے موافق آجائے تو وہ حدیث کے ثابت ہونے کی دلیل نہیں اسی طرح کسی عالم کا قول یا عمل حدیث کے خلاف آجائے تو وہ حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں لہذا آثار موقوفہ سے حدیث کو تقویت پہنچانے والی بات تو کافور ہوگئی۔ رہے مرفوع طرق تو ان میں سے ایک کے متعلق تو خود شیخ صاحب نے صراحت فرما دی ہے کہ وہ شاہدین کے قابل نہیں۔ باقی صرف دو مرفوع طریق رہ جاتے ہیں جن سے تقویت کی امید وابستہ کی جاسکتی ہے ان دو میں سے بھی ایک کے متعلق تو خود شیخ صاحب لکھتے ہیں ”ولم یذکر أحد منهم بذہ اللفظ“ **”قبل أن یقیم الإمام صلیہ“** ولعل بذامن کلام الزہری فادخلہ یحییٰ بن حمید فی الحدیث ولم یمینہ“ پھر اس بیانی کو دارقطنی نے ضعیف بھی کہا ہے تو اس سے بھی تقویت حاصل نہ ہو سکی باقی صرف ایک مرفوع طریق رہ گیا عبد العزیز بن رفیع والابن جس کے متعلق شیخ صاحب فرماتے ہیں **”وہو شاہد قوی فان رجالہ کلم ثقات“** مگر یہ واقع میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کا شاہد ہے ہی نہیں کیونکہ شاہد اور مالہ شاہد کا ایک چیز پر دلالت کرنا ضروری ہے جب کہ اس مقام پر صورت حال اس طرح نہیں کیونکہ شاہد بزرگمہ کے لفظ میں **”إذا جتمع والإمام راکع فاکموا وان کان ساجدا فاسجدوا ولا تغتروا بالسجود اذالم یکن معہ الركوع“** اس سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ سجدہ کے ساتھ جب رکوع نہ ہو تو سجدہ ناقابل اعتداد ہے اس شاہد بزرگمہ میں یہ بالکل نہیں ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت ہے نہ منظوقاً اور نہ ہی مضمواً۔ تو شیخ صاحب کا عبد العزیز بن رفیع والے اس طریق کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا شاہد بنانا درست نہیں۔ چند منٹ کے لیے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ شاہد ہے مگر شیخ صاحب کا اس کو قوی قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ قوی ہونے کی انہوں نے جو دلیل پیش فرمائی ہے وہ یہ ہے **”فان رجالہ کلم ثقات“** حالانکہ اس کے تمام رجال ثقات نہیں کیونکہ عبد العزیز بن رفیع اور نبی کریم ﷺ کے درمیان **”رجل“** کا واسطہ ہے جس کا صحابی ہونا ثابت نہیں تو لا محالہ وہ تابعی ہے یا تبع تابعی کیونکہ تابعی بسا اوقات تبع تابعی سے بھی روایت کر لیتا ہے جیسے صحابی بسا اوقات تابعی سے روایت کر لیتا ہے تو بہر حال یہ **”رجل“** تابعی ہو خواہ تبع تابعی جمول ہے تو شیخ صاحب کا **”رجلہ کلم ثقات“** کہنا ان کی محض خوش فہمی ہے۔ چند منٹ کے لیے ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ **”رجل“** تابعی ہو خواہ تبع تابعی ہے ثقہ تو یہ روایت **”رجل“** کے تابعی ہونے کی صورت میں اعم اغلب کے تحت مرسل اور تبع تابعی ہونے کی صورت میں اعم اغلب کے تحت معضل ٹھہری اور مرسل و معضل دونوں ضعیف ہیں لہذا شیخ صاحب کا اس کو قوی کہنا درست نہیں۔ اگر یہ کہا جائے اعم اغلب کے تحت عبد العزیز بن رفیع والی مرسل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی موصول ضعیف دونوں مل کر حسن لغیرہ کے درجہ کو پہنچ جاتی ہیں تو جواب میں ہم عرض کریں گے برسبیل تنزیل اگر ہم اس بات کو تسلیم کر لیں تو بھی یہ حسن لغیرہ بنے گی نہ کہ حسن لذاتہ، نہ صحیح لغیرہ اور نہ ہی صحیح لذاتہ جب کہ شیخ صاحب اس کو صحیح لکھ رہے ہیں تو بہر حال شیخ صاحب کا یہ فیصلہ افراط سے خالی نہیں۔ اگر کہا جائے کہ حسن لغیرہ تو آپ بھی تسلیم کر گئے ہیں گو برسبیل تنزیل ہی سہی اور حسن لغیرہ سے بھی تو احکام ثابت ہو جاتے ہیں تو شیخ صاحب کا بیان کردہ مسئلہ تو درست ٹھہرا تو ہم جو اباً عرض کریں گے نہیں ہرگز نہیں تفصیل ثانیہ کے بعد دیکھیں۔

ہاں آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ عبد العزیز بن رفیع والی روایت مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے پر دلالت نہیں کرتی اس سے تو صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ سجدہ و سجدہ کے قابل اعتداد ہونے کے لیے رکوع ضروری ہے رکوع کے بغیر سجدہ کا کوئی اعتداد و شمار نہیں اب یہ بھی یاد رکھیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث **”فاسجدوا ولا تعدوا ہاشینا، ومن ادرک رکعتہ فادرک الصلاۃ“** کی بھی مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے پر دلالت نہیں نہ منظوقاً اور نہ مضمواً اس کا مدلول تو صرف اور صرف یہ ہے جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی جس کا مضموم یہ ہے کہ جس نے رکعت سے کم کو پایا اس نے نماز کو نہیں پایا اور مدرک رکوع رکعت سے کم کو پانے والا ہے جیسے سجدے کو پانے والا لہذا اس کو نماز پانے والا قرار نہیں دیا جاسکتا دیکھئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں اور ان کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ مدرک رکوع مدرک رکعت نہیں چنانچہ ان کے لفظ میں **”لا یجزئک الا ان تدرك الإمام قائماً“** ان لفظوں کے متعلق شیخ صاحب خود لکھتے ہیں **”فقد ثبت بذامن ابی ہریرۃ لتصریح ابن اسحاق بالتحديث فرالت شہبہ بن ہدیسیہ“** (ارواء الغلیل ص 265 ج 2) اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی اس مرفوع حدیث میں لفظ **”رکعت“** سے مراد رکوع ہے تو ہم جو اباً گزارش کریں گے رکعت بمعنی رکوع مجاز ہے حقیقت نہیں **”والاصل ان یتمثل اللفظ علی الحقیقیۃ، ولا قرینۃ بہنا تمنع ان یتحمل اللفظ علی حقیقیۃ وکون لفظ ”رکعت“ بہنا بقولہ ﷺ ”فاسجدوا“ لیس من القرینۃ فی شئ لضعف دلالتہ الاقران فلذا الحدیث یدل بالمتظوق علی ان مدرک السجود لیس مدرک رکعتہ وان مدرک رکعتہ مدرک للصلاۃ، ویدل بالمتظوم ان مدرک ما دون رکعتہ مدرک رکوع مثلاً لیس مدرک للصلاۃ۔“**

باقی ربی عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث **”ان ذلک من السنۃ“** تو وہ صف کے پیچھے دو رکوع کر کے صف میں شامل ہونے کے متعلق ہے مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے کے متعلق نہیں جیسا کہ شیخ صاحب کی ارواء الغلیل میں تقریر سے واضح ہے لہذا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو مدرک رکوع کے مدرک رکعت ہونے کی دلیل بنانا



درست نہیں۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

احکام و مسائل

نماز کا بیان ج 1 ص 166

محدث فتویٰ